اخلاقیات نبوی ﷺ کی روشنی میں اصلاح معاشرہ

سید رئیس احمد ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس دنیا میں "انی جاعل فی الارض خلیفۃ(۱) کے مصداق اپنا نائب بنا کر تخلیق کیا اور **لقد کرمنا بنی آدم**(۲) کے تاج سے سر فراز فرما کر امانت الٰہی کا امین ٹھرایا - پھر ان انسانوں کو اپنی مرضیات سے آگاہ کرنے کے لیے " انما انت منذر و لکل قوم ھاد (۳) کے مصداق اس نے ہر قوم اور ہر زمانے میں ھادی اور رہنما مبعوث فرمائے-

ان نفوس قدسیہ نے اپنے اپنے زمانوں میں لوگوں کو دین حق کی طرف بلایا اور دعوت ، تبلیغ کی ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دیا- ان میں ہمارے ھادی و رہنما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے ممتاز ہیں اور "ولکن الرسول اللہ و خاتم النبین (۴) کے بموجب سلسلہ رسالت کے خاتم بنکر عرب کے غیر متمدن معاشرہ میں مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنے اخلاق و کردار سے ایک ایسے معاشرہ کو جو قرآنی الفاظ کی روشنی میں فتنہ و فساد ، تباہی و بربادی سے عبارت تھا مثالی معاشرہ بنادیا- اس فقید المثال انقلاب کے برپا ہونے میں رسول اکرم کی اخلاقی قوت سب سے نمایاں تھی جس کے فیض سے ہر زمانے اور ہر جگہ میں اللہ کے مخلص بندے خوف خدا رکھنے والے ، عدل وانصاف کے پیکر عادل حکمراں ، عبادت و ریاضت میں بام عروج کو پہنچنے والے علماء اور مجاہد کثرت سے پائے جانے لگے جن پر نہ صرف خالق کائنات کو ناز تھا بلکہ تاریخ انسانیت ان کے احترام پر مجبور ہو گئی اور مخلصین و مجاہدین کی جماعت چار دانگ عالم میں پھیل گئی جنکا کام ہی" **تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر** " (۵) تھا - اس جماعت قدسیہ نے اپنے اوپر عائد ہونے والی اس الہامی ذمہ داری سے سر مو انحراف نہیں کیا بلکہ دعوت و ارشاد کی ایک ایسی مسلسل تاریخ رقم کی جس میں بڑے سے بڑا مخالف و نقاد بھی کوئی خلل اور وقفہ تلاش نہ کر سکا-

ہمارے نبی مکرم ﷺ کے اخلاق (**و انک لعلی خلق عظیم**(۶) کی رو سے سب سے

☆ لیکچرار شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی

زیادہ افضل واعلیٰ قرار پائے بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے الفاظ **"کان خلقه القرآن"** کے موجب قرآن کریم و کتاب الٰہی کا عملی نمونہ قرار پائے - آپ ﷺ نے اپنی اعلیٰ اخلاقی قدروں کے اثر سے عرب کے بگڑے ہوئے معاشرے میں ایسے صالح افراد پیدا کئے جو اپنے رب پر کامل ایمان رکھنے والے، اللہ کی گرفت سے ڈرنے والے، دیانت دار و امانت دار ہو گئے بلکہ اس سے بڑھ کر وہ دنیا پر اخرت کو ترجیح دینے والے اور مادی طاقتوں پر اپنے ایمان اور روحانی قوتوں سے فتح پانے والے بن گئے - انکا ایمان تھا کہ دنیا انکے لئے تخلیق کی گئی ہے اور انکو آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہے - یہی وجہ ہے کہ جب یہ لوگ زندگی کے مختلف شعبوں میں عملی طور پر شامل نظر آتے ہیں تو دیگر تمام مذاہب اور فلسفہائے زندگی کے پیروکاروں سے الگ نمایاں اور ممتاز ہوتے ہیں وہ تجارت کے میدان میں راست باز اور امانت دار تاجر، سیاست اور جہانبانی کے میدان میں مخلص، شفیق اور عدل سے کام لینے والے حاکم اور سردار، اور عدالت کے ایوانوں میں انصاف پسند اور معاملہ فہم جج اور قاضی نظر آتے ہیں -

انہی مختلف النوع افراد سے اسلامی معاشرے کی عمارت تعمیر ہوئی اور ان مضبوط بنیادوں پر اسلامی حکومت قائم ہوئی - اگر ہمیں آج کے دور جدید میں اپنے معاشروں کی اصلاح کی ضرورت ہو تو اسی صاحب خلق عظیم کی ہو بہو پیروی کرنی ہوگی -

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اخلاق کی تعلیمات دی گئی ہیں جن پر عمل کر کے سرکار دو عالم ﷺ نے ہمارے لئے ایک نمونہ تقلید اور ایک مثال قائم کر دی - سورۂ بنی اسرائیل کی چند آیات میں جامع نظام اخلاق بیان کیا گیا ہے (۸) ان میں کم و بیش بارہ تیرہ اخلاق اقدار کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن اگر ہم صرف مندرجہ ذیل چند اخلاقی قدروں کو اپنے معاشرے کا جزو لاینفک بنالیں تو ہمارا معاشرہ پھر قرآن اولیٰ کی طرح مثالی معاشرہ بن سکتا ہے -

۱) عدل و انصاف کو یقینی بنانا :

قوموں کی زندگی میں عدل و انصاف کی اہمیت سے کوئی بھی ذی شعور صرف نظر نہیں کر سکتا - معاشروں کو سنوارنے یا بگاڑنے میں یہ بنیادی کردار ادا کرتا ہے قرآن کریم میں عدل کو تقویٰ کا جز قرار دیا گیا ہے - ارشاد باری تعالیٰ ہے -

" اعدلواھوا قرب للتقویٰ واتقواالله-(۹)

یہی نہیں بلکہ رب تعالیٰ نے انصاف سے فیصلہ کرنے والوں کو اپنا پسندیدہ بندہ قرار دیا ہے"

واقسطوا ان الله یحب المقسطین " (۱۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسکا جو درس دیا اسکا اندازہ غزوہ بدر کے ایک واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے-

> غزوہ بدر کے اختتام پر مسلمانوں کے قبضہ میں ستر کے قریب کافر قیدی آئے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ شامل تھے-انصار نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ حضور اکرم کے قریبی عزیز ہیں حضور اکرم ﷺ سے عرض کی "اے اللہ کے رسول اگر آپ اجازت دیں ان کا زرفدیہ معاف کر کے انکو چھوڑ دیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ایک درھم بھی معاف نہیں کیا جائے گا-

جب صحابہ نے حضور ﷺ کے اپنے چچا کے ساتھ تعلق خاطر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت عباسؓ کے ہاتھ کی رسیاں ڈھیلی کر دیں تاکہ انہیں زیادہ تکلیف نہ ہو تو عدل وانصاف کے اس داعی اعظم کی حمیت نے اس خصوصی سلوک کو گوارا نہ کیا بلکہ فوراً اٹھکر دوسرے قیدیوں کی رسیوں کو بھی اپنے دست مبارک سے ڈھیلا کر دیا-(۱)

۲) ایفائے عہد :

وعدے کی پاسداری بھی ان اہم اخلاقی اقدار میں سے ایک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح اسکی تاکید فرمائی-

وافوابالعھدان العھدکان مسئولاً(۱۲)

حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے بے شمار واقعات میں مسلمانوں کو اپنے معاہدات کی پابندی کرنے کی تعلیم ملتی ہے-

قدیم روایتی ہتھیاروں سے لڑی جانے والی ماضی کی جنگوں میں عددی برتری کو ہمیشہ اہمیت حاصل رہی ہے کیونکہ سپہ سالار لشکر کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ان کے لشکر کی تعداد زیادہ ہو تاکہ مدمقابل کو زیادہ نقصان پہنچایا جاسکے لیکن ختمی المرتبت ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر جبکہ مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی سے بھی کم تھی

پابندی عہد کا درس دیا۔

روایات کے مطابق حذیفہ بن الیمانؓ اور انکے ساتھی مکہ سے مدینہ آرہے تھے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر کفار کے خلاف جنگ کریں کہ راستہ میں کفار مکہ نے انہیں روک لیا اور صرف اس شرط پر آگے جانے کی اجازت دی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر ان سے جنگ نہ کریں گے - یہ لوگ جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتحال بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمادیا کہ وعدہ کی پابندی ضروری ہے ہمیں خدا کی مدد پر بھروسہ ہے۔ (۱۳)

۳) مقام والدین اور انکا احترام

دور جدید کی معاشرتی خرابیوں میں سے ایک خرابی والدین اور اولاد کے درمیان متعینہ حقوق و فرائض کی پاسداری نہ کرنا ہے اور آج معاشروں کا اہم مسئلہ یہ ہے کہ اولاد کو کس طرح والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ والدین کے مقام کو پہچان سکیں ، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وبالوالدین احسانا اور والدین کے ساتھ احسان کرو (۱۴)

پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت آپ کے حقیقی والدین موجود نہ تھے لیکن آپ نے اپنے رضائی والدین کے ساتھ جو برتاؤ کیا وہ مسلمانوں کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی عملی تربیت دیتا ہے۔

ابوداؤد کی روایت کے مطابق آپ ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی والد آئے آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر کا ایک کونہ بچھادیا، جب رضاعی والدہ آئیں تو دوسرا کونہ ان کے لیے بچھادیا اور جب رضاعی بھائی بھی اسی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اٹھکر کھڑے ہوگئے اور انہیں اپنے ساتھ بٹھالیا۔ (۱۵)

اسی طرح جب ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد انسانوں پر کس کا حق ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا والدہ کے ساتھ نیکی کر - والدہ کے ساتھ نیکی - پھر والد کے ساتھ اور پھر جو ان سے قریب تر ہوں۔ (۱۶)

۴) عفوودر گذر

اخلاقی تعلیمات میں سب سے زیادہ دشوار اور بھاری تعلیم عفوودر گذر، ضبط نفس، تحمل اور برداشت کی ہے۔ معاشرتی زندگی میں افراد سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن اگر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے تو لوگوں کے درمیان نہ صرف باہمی محبت بیدار ہو گی بلکہ معاشرہ میں اصلاح کا سبب بنے گی۔

دیگر اخلاقی تعلیمات کی طرح اس ضمن میں بھی سرکار ختمی المرتبت کی سیرت مبارکہ کے متعدد واقعات ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔

> رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ساری عمر سرکار کی مخالفت پر کمربستہ رہا اور ہر موقعہ پر اس نے پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کیں (غزوہ احد میں اپنے ۳۱۳ ساتھیوں سمیت جنگ سے ہٹ گیا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر الزام لگانے میں پیش پیش رہنا وغیرہ) لیکن ان تمام معاندانہ رویوں کے باوجود رحمتہ للعالمین نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس کی مغفرت کی کوشش فرمائی بلکہ پوچھنے والوں سے کہا کہ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ستر مرتبہ اسکی نماز جنازہ پڑھوں تو یہ بخش دیا جائے گا تو میں اس سے زیادہ کرتا۔(۱۷)

سفر طائف کے موقعہ پر نہ صرف وہاں کے رئیسوں نے آپکو جھٹلایا بلکہ طائف کے اوباشوں کو لگادیا جنہوں نے آپ کے جسد اطہر پر پتھروں کی اس شدت سے بارش کی کہ آپکے جسم اقدس سے خوں بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم گیا اور وضو کے موقعہ پر انہیں علیحدہ کرنا مشکل ہو گیا۔ مگر عفوودر گذر کے اس پیکر نے نہ صرف خوں کے پیاسوں کو معاف کر دیا بلکہ ان لئے دعا کرتے ہوئے کہا۔" اے اللہ جب تو مجھ سے ناخوش نہیں تو مجھے ان تکالیف کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے بس تو مجھ سے راضی ہو جا کیونکہ تیری مدد اور تائید کئے بغیر کسی کو قدرت نہیں(۱۸) پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی انکی تباہی کے لئے بد عا کرنے کی درخواست پر فرمایا کہ " میں انکی تباہی کے لئے کیوں بد عا کروں اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لائے تو کیا ہوا مجھے امید ہے کہ انکی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی۔(۱۹)

۵) معاشرتی اصلاح اور ریاست کا کردار

ترقی یافتہ دور میں عوام کو اس بات کا شاکی پایا جاتا ہے کہ وہ کیا کریں کیونکہ سب کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسکو اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا کام کرتے رہنا چاہیئے - حضور اکرم ﷺ نے ہمیں یہ درس دیا کہ ہر فرد حکومت ہے اور اگر ہر ایک اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح سے انجام دے تو حکومت خود بہ خود بہتر ہوجائے گی آپ کا ارشاد ہے" مسلمانوں تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اسکی رعایا کہ بارے میں سوال کیا جائے گا- ہر آدمی اپنے گھر کا راعی ہے اور گھر والے اسکی رعایا ہیں ہر ملازم اپنے آقا کے مال پر راعی ہے اور یہ مال و اسباب اسکی رعایا ہے پس ہر راعی سے اسکی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی-(۲۰)

نتیجہ Conclusion

سرکار ختمی مرتبت نے جہاں ہمیں معاشرتی اصلاح کے لئے عملی طور پر ایک ضابطہ اخلاق مہیا کیا وہیں یہ وضاحت بھی کردی کہ " مجھے اس ذات مقدس کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں مری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ جانے-(۲۱)

دراصل کسی کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے یہ یقین کامل ضروری ہوتا ہے کہ کامیابی اسکے ارشادات پر بلاچوں وچرا عمل کرنے میں پوشیدہ ہے ، قرآن کریم میں سورۂ آل عمران کی درج ذیل آیت ہمیں یہ ضمانت فراہم کرتی ہے-

قل ان كنتم تحبّون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفرلکم ذ نوبکم (۲۲)

یہ مقام صرف پیغمبر اسلام کو حاصل ہوا کہ انکی اتباع کرکے انسانیت ایک ایسے معاشرے کو جنم دے سکتی ہے جس میں ہر فرد اپنے آپ کو محفوظ و مامون تصور کرے کیونکہ آں حضرت ﷺ کی ذات مکمل واکمل ہے اس لیے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تکمیلی مدارج پر لے جانے کے لئے ایسا کامل نمونہ پیش فرمایا جو دنیا کی تمام اقوام کے لئے یکساں مفید قرار دیا جاسکتا ہے- آپ نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا یکے بعد دیگرے احاطہ فرماتے ہوئے اسکے لیے ہدایات دیں پہلے طبعی حالتوں کی اصلاح کے لئے کھانے پینے ،بات چیت کرنے اٹھنے بیٹھنے کے طریقوں کی تربیت فرمائی تاکہ لوگ مؤدب اور شائستہ بن جائیں پھر اسلام و ایمان کے ذریعہ محبت ورضا کی تعلیم دی اور آخر درجہ میں تزکیہ نفس فرما کر ان میں اخلاق فاضلہ کے اختیار کرنے کی استعداد پیدا فرمائی

اوراسطرح صحابہ پر معرفت کے وہ دروازہ کھلے جو مجموعہ کمالات کے جا سکتے ہیں-اوران کمالات کے حصول کے بعد جب مسلم نے اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے اسکی رضا حاصل کرلی تو اسے پھر نہ کسی رسول کی ضرورت رہی اور نہ ہی کسی کتاب کی ان تکمیلی مراحل کی اطلاع دی گئی-

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (۲۳)

مملکت خداد پاکستان (جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی) کے شہری ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنے آپکو حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے والا بنالیں-کیونکہ اسکے بغیر ہم اپنی معاشرتی اصلاح کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے قابل نہ ہو سکیں گے جنکی جوابدہی ہمیں اپنے رب کے سامنے کرنا ہوگی-

اس جواب دہی سے ہم اسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ ہم آقائے نامدار کی غلامی کا جو اپنی گردنوں میں ڈالکر آقا و مولٰی کے نقش قدم پر آچلیں تو شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال کے بقول کامرانی اور سرفرازی ہمارا مقدر ہوگی-

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مراجع ومصادر

۱) قرآن، ۲ : ۳۰

۲) قرآن، ۱۷ : ۷۰

۳) قرآن، ۷ : ۱۳

۴) قرآن، ۳۳ : ۴۰

۵) قرآن، ۳ : ۱۱۰

۶) قرآن، ۶۸ : ۴

۷) الصحیح البخاری، بخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، مصر مطبع مصطفائی البابی الحلبی، ۱۳۵۵ھ

۸) قرآن، ۱۷ : تا ۳۱ (سورۂ بنی اسرائیل کی ان آیات میں جن اخلاقی باتوں کی تربیت دی گئی ہے انکا خلاصہ یہ ہے " ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، فضول خرچی نہ کرو، بدکاری کے قریب نہ جاؤ ناحق کسی کی جان نہ لو، یتیم کے مال پر نظر نہ رکھو، ناپ تول صحیح رکھو-------)

۹) قرآن ۵ : ۸

۱۰) قرآن، ۴۹ : ۹

۱۱) الصحیح البخاری، بخاری ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل محولہ بالا-

۱۲) قرآن، ۱۷ : ۳۴

۱۳) صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، دہلی مطبع مجتبائی، ۱۳۰۸ھ

۱۴) قرآن، ۱۷ : ۲۳-

۱۵) سنن ابی داؤد، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۹۵۲ء

۱۶) جامع ترمذی، ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، دہلی فخر المطابع، ۱۲۷۰ھ

۱۷) الصحیح البخاری، بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل محولہ بالا-

۱۸) تاریخ الرسل والملوک، طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، لیدن، ای-جی بریل ۱۹۰۱ء